بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ ربّ العالمین ، والعاقبة المتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ أشرف الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ ومن اقتدی بعدیه الیٰ یوم الدین . اما بعد !

یہ مختصر رسالہ ایک انتہائی اہم اعتقادی مسئلہ پر بحث کرر ہاہے اِس مسئلہ کو شرعی اصطلاح میں (الو لاء و البراء) کے نام سے موسوم کیا جا تا ہے۔

ولاء سے مراد یہ ہے کہ ولایت یعنی محبت اور دوستی کا حق دار کون ہے؟ یعنی وہ کون شخص ہے جس سے دوستی اور محبت واجب ہےاور دشمنی اور نفرت حرام ہے،جس سے محبت کرنے پر اجر وثواب کے وعدے ہیں۔اور دشمنی یا نفرت کرنے پر گناہ وعذاب کی وعیدیں ہیں۔

براء سے مراد یہ ہے کہ برأت یعنی ناراضگی اور نفرت کا حق دار کون ہے؟ یعنی کس قسم کے لوگوں سے ترک تعلق،عداوت اور نفرت قائم کرنا واجب ہے۔اور دوستی یا محبت کے رشتے استوار کرنا حرام ہے،جن سے تعلق توڑنے اور بغض عداوت قائم کرنے میں رحمٰن کی رضا ہے،اور دوستی قائم کرنے میں رحمٰن کی ناراضگی ہے۔

اِس اہم مسئلہ پر اگرچہ تفصیل سے لکھنے کا پروگرام ہے،تاہم سردست اس رسالہ کو پیش کرنے پر اکتفاء کرر ہاہوں۔یہ رسالہ بطور خاص اپنے اہل حدیث بھائیوں کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا جو(الــو لاء و البــراء) جیسے حساس اعتقادی مسئلہ میں تشویشناک حدتک کجروی کا شکار ہو چکے ہیں ۔حالانکہ دعویٰ یہ ہے کہ عقیدہ ایک اساس ہے۔جس کی درستگی پر تمام اعمال کی درستگی موقوف ہے۔اور جس کا اضطراب تمام اعمال کی بربادی کا باعث ہے۔

اس حقیقت کو سب تسلیم کرتے ہیں،لیکن مذکورہ الصدر اعتقادی مسئلہ پرغور کرنے کی زحمت گوارانہیں کرتے ، بلکہ اپنی روش اور طور طریقوں سے اس عظیم الشان عقیدہ کی دھجیاں بکھیرنے میں شبانہ روز مصروفِ کار ہیں (والعیاذ باللہ)

اپنے ہم عقیدہ بھائیوں سے نفرت،عداوت،حقارت،بغض وعناداور کینہ پروری کا بازار خوب گرم ہے،جس دل کوعقیدہ وایمان کی دولتِ لاثانی سے معمور ہونا چاہیے،اس دل کوبغض وعداوت سے لبالب بھرلیا گیا ہے۔نہ معلوم یہ دومتضاد حقیقتیں ایک دل میں کیونکر جمع ہوجاتی ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دودل بھی پیوست نہیں کئے ہوئے کہ ایک دل کو ایمان اور عقیدہ سے بھرلے،اور دوسرے دل کو بھائیوں کے لئے کینہ،حسد،بغض اور نفرت کے لئے استعمال کرلے۔

لہٰذا خوب محاسبہ کیجئے،کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے اس کردار نے دلوں سے حلاوتِ ایمانی کا خاتمہ کردیا ہو۔ساتھ ساتھ یہ بات ذہن میں رہے

کہ دل کی ان مختلف کیفیتوں کے بارہ میں قیامت کے دن زبردست باز پرس ہوگی۔

"ان السمع والبصر والفؤاد کلّ اولئک کان عنده مسئولاً"

سیاسی، لسانی، عصبیتی یا گروہی بنیاد پر اپنے ہم عقیدہ بھائیوں سے نفرت وبیگانگی اور دوسروں سے دوستی ومحبت کے عہد وپیاں یقینی طور پر عقیدے کے بگاڑنے کی دلیل ہے، دنیا کی گندگی فرنگی سیاست کے تکلب نے نامی گرامی بزرگوں کو منکرین ومتأولین صفات باری تعالیٰ کی گود میں بٹھا دیا ہے۔ان مواقع پر بہت سے احباب دیکھے جو یا تو پیپلز پارٹی، یا ایم آر ڈی یا آئی جی آئی والوں سے محبت کی پینگیں بڑھانے اور چڑھانے میں مصروف رہے۔اور اپنوں کے حق میں سب وشتم اور اظہار بغض ونفرت کا بازار گرم کررکھا۔ (وإلى الله المشتكى)

ایسے احباب بھی ہیں جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔لیکن اپنے اہل حدیث بھائیوں کے ساتھ مل بیٹھنا جرم سمجھتے ہیں۔جماعتی عمل کو آگے بڑھانے میں ہمیشہ غیر مخلص نظر آتے ہیں۔اور دوسری طرف اہل بدعت کا جنازہ پڑھنے والوں کو اپنا امامِ دین ودنیا تصور کرتے ہیں حالانکہ ذاتی طور پر خود یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ یہ ہمارا یہ امامِ دین ودنیا ہمارے مرنے کے بعد ہمارا جنازہ پڑھائے۔

ایسے احباب بھی ہیں جو اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کی عیب جوئی اور غیبت کو اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں۔حتیٰ کہ بعض اوقات علماءِ کرام کو بھی محض ذاتیات کی بنیاد پر (دینی وجوہات کی بناء پر نہیں) اپنی سیاہ زبانوں کی سیاہی کے ذریعہ ہدفِ طعن اور نشانۂ سب وشتم بناتے ہیں۔

یہ سب کچھ عقیدہ ولاء وبراء کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جب تک انسان اپنے ہر بھائی کے متعلق اپنا دل آئینہ کی طرح صاف نہیں کرلیتا۔اور ہر قسم کی نفرت وعداوت کی کیفیات ختم نہیں کرلیتا۔اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نیکی قبول نہیں فرماتا۔اور دُوسری طرف اس شخص کا جنت میں پہنچنا انتہائی سہل اور آسان ہے جس کا دل ہر مسلمان بھائی کی طرف سے بالکل صاف وشفاف ہو۔

لہٰذا ہمیں اپنی اس روش پر خوب غور وفکر کرنا چاہیے۔اپنی دوستی ودشمنی اور محبت ونفرت کو خوب پہچان لینا چاہیے۔ایسا نہ ہو جو بدعقیدہ شرعًا نفرت کے قابل ہے اسے ہم ذاتی وجوہات کی بناء پر نفرت وحسد کا نشانہ بنالیں۔اِس موضوع پر انشاءاللہ جلد ہی بشرط فراغت ایک تفصیلی بحث پیش کی جائے گی۔

فی الحال اس مختصر رسالہ پر جو کہ سعودی عرب کے ممتاز سلفی عالم فضیلۃ الشیخ صالح فوزان الفوزان کی تالیف ہے کے اردُو ترجمہ کو پیش کرنے پر اکتفاء کررہا ہوں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام بھائیوں کو اس اہم عقیدہ صحیح اور سچا فہم عطا فرمائے۔اور عقیدہ (الولاء والبراء) کا حق ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔اللھم آمین!

کتبہ: عبداللہ ناصر رحمانی

ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث السندھ
مدیر ادارۂ تحقیقات سلفیہ کراچی ۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الولاء والبراء

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیینا محمدٍ واٰلہٖ وصحبہٖ ومن اھتدی بھداہ وبعد :-

اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بعد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت اوراس کے دشمنوں کے ساتھ عداوت ونفرت قائم کی جائے ۔ چنانچہ عقیدۂ اسلامیہ جن قواعد پر قائم ہے۔ان میں سے ایک عظیم الشان قاعدہ یہ ہے کہ اس پاکیزہ عقیدے کوقبول کرنے والا ہر مسلمان اس عقیدے کو ماننے والوں سے دوستی اور نہ ماننے والوں سے عداوت قائم وبحال رکھے۔اور یہ شرعی فریضہ ہے کہ ہر صاحب توحید سے محبت کرے۔اوراس کے ساتھ دوستی کا رشتہ استوار رکھے۔اسی طرح ہر شرک کرنے والے سے بغض رکھے اوراس کے ساتھ عداوت کی راہ پر قائم رہے

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اوران کے پیروں کاروں کا یہی اسوۂ حسنہ ہمارے لئے بطور خاص قرآن حکیم میں نقل کیا گیا۔اورہمیں ملتِ ابراہیمی کی پیروی کاحکم دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایاہے:-

﴿قد كانت لكم أسوة حسنة فی ابراهيم والّذين معه اذ قالوا لقومهم إنا براء منكُم وممّا تعبدون من دُون الله كفرنا بكم وبدأ بيننا وبينكم العداوة والبغضاء أبداً حتیٰ تؤمنوا بالله وحدهٗ ﴾ [سورۃ الممتحنۃ:۴]

ترجمہ: تحقیق تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اوران کے رفقاء میں ایک اچھا نمونہ ہے۔جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا۔کہ ہم تم سے اورجن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سواء پوجا کرتے ہو،ان سب سے بے تعلق اور ناراض ہیں ۔ہم تمہاری اِس روش کا انکار کرتے ہیں ۔اور جب تک تم ایک اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان نہیں لے آتے ۔ ہمارے اورتمہارے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عداوت اوربغض قائم رہے گا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی بھی یہی تعلیم ہے قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:-

﴿یا ایّھاالذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیآء بعض ومن یتولھم منکم فانہٗ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظالمین ﴾ [سورۃ المائدۃ:۵۱]

ترجمہ:اے ایمان والو! یہوداورنصاریٰ کو(اپنا) دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اور جوکوئی تم میں سے انہیں دوست بنائے گا

وہ بلا شبہ اُن ہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ آیت مبارکہ بطورِ خاص اہل کتاب سے دوستی وتعلق قائم کرنے کی حرمت وممانعت پر دلیل ہے۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر ہر قسم کے کافروں سے دوستی قائم کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔فرمایا:-

﴿**یا ایھاالذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوّی و عدُوّکم اولیاءَ**﴾ [سورۃ الممتحنۃ:۱]

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو (اپنا) دوست مت بناؤ۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو ایسے کفار کی دوستی کو بھی مسلمانوں پر حرام قرار دے دی ہے۔ جو خونی رشتے اور نسب کے اعتبار سے انتہائی قریب ہوں ۔فرمایا:-

﴿**یا ایھّا الذین اٰمنوا لا تتخذوا ابنائکم واخوانکم اولیآء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاؤلٓئک ھم الظالمون**﴾ [سورۃ التوبہ:۲۳]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کرتے ہوں ۔تو ان سے دوستی مت رکھو۔اور تم میں سے جو بھی ایسوں سے دوستی رکھیں گے وہ یقیناً ظالم ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿**لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الأخر یؤادون من حاد اللہ ورسولہٗ ولو کانوا أبآء ھم أو إخوانھم أو عشیرتھم**﴾

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا نہیں پاؤ گے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں۔خواہ وہ ان کے ماں باپ بہن بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ [سورۃ المجادلۃ:۲۲]

آج اس عظیم شرعی قاعدے سے بہت سے لوگ غافل اور نا آشنا ہیں۔حتیٰ کہ میں نے تو ایک عرب ریڈیو سے ایک ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو عالم اور داعی سمجھتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نصاریٰ ہمارے بھائی ہیں۔ہائے افسوس! یہ بات کتنی خطرناک ہے۔

برادران اسلام! جس طرح اللہ تعالیٰ نے کفار اور عقیدہ توحیدِ اسلامیہ کے دشمنوں کی دوستی کو حرام قرار دیا ہے۔اسی طرح اس کے مقابل مسلمانوں (مؤمنوں) سے دوستی قائم کرنے اور محبت رکھنے کو واجب قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿**انـمّـا ولیّـکم اللہ ورسُولہٗ والّذین اٰمنوا الّذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون**﴾ [سورۃ المائدۃ:۵۵-۵۶]

ترجمہ: تمہارے دوست تو صرف اللہ تعالیٰ ،اس کا رسول اور مؤمن لوگ ہی ہیں ،جو نماز قائم کرتے ہوں۔اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) رکوع کرنے والے ہیں۔اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مؤمنوں سے دوستی کرے گا (تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہے) اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب ہو کر رہنے والی ہے۔

دوسرے مقام پرفرمایا:

﴿محمّد رسُول الله والّذین معه اشدّآء علی الکفّار رحمآء بینهُم﴾ [سورۃ الفتح:۲۹]

ترجمہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔اور جولوگ آپ کے ساتھ ہیں۔وہ کفار پر بہت سخت ہیں۔اور آپس میں بہت رحمدل ہیں۔نیز فرمایا:

﴿انّما المُؤمنون اخوة﴾ ترجمہ: بےشک مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ثابت ہوا۔کہ دین اور عقیدے کا تعلق اس قدر مضبوط و مستحکم ہے۔کہ اس نے تمام اہل ایمان کو اخوت اور بھائی چارے کے انتہائی پاکیزہ رشتے میں منسلک کردیا ہے۔خواہ ان کے حسب ونسب،قوم ووطن،ذات وبرادری اور زمان ومکان میں کتنی دوری اور تفاوت ہو۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿والذین جاء وا من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلًا للذین امنوا ربنا انک رءوف رحیم﴾ [سورۃ الحشر:۱۰]

ترجمہ: اوران کے لئے بھی جو اِن (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعاء کرتے ہیں۔کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں۔گناہ معاف فرما،اور مؤمنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے۔اے ہمارے ربّ! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

لہٰذا تمام مومن اوّل تا آخر زمان ومکان کی دُوریوں سے بالکل بے نیاز وبالاتر آپس میں رشتۂ اخوت میں منسلک ہیں۔ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ایک دوسرے کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔

دوستی اور دشمنی کے علامات

دوستی اور دشمنی کی ان حدود کی معرفت کے بعد معلوم ہونا چاہیے۔ کہ اسلام میں دوستی اور دشمنی کی بڑی واضح علامات بیان کی گئی ہیں۔(ان علامات کو پیشِ نظر رکھ کر ہر شخص اپنے آپ کو تول سکتا ہے۔ کہ وہ کس قدر اسلام کے دوستی اور دشمنی کے معیار پر پورا اتر رہا ہے)۔

اولاً ہم ان امور کو بیان کرتے ہیں۔ جو کفار سے دوستی اور محبت کی دلیل ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

(ا): لباس وگفتار کی تقلید

یعنی ہم اپنے لباس وگفتار میں جس قوم کی نقل کریں گے۔ تو گویا اُن سے اپنی محبت کا اظہار کررہے ہیں۔ کیونکہ لباس وگفتار وغیرہ میں کسی قوم کی

تشبیہ اُن سے محبت ہی کی دلیل ہے۔اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''من تشبه بقوم فهو منهم ''یعنی جو کسی قوم کی نقالی کرے گا۔وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

لٰہذا کفار کی وہ عادات،عبادات،اخلاق اور طور طریقے جو ان کا خاصہ بن چکے ہیں۔میں ان کی تشبیہہ اختیار کرنا حرام ہے مثلاً ڈاڑھی منڈ وانا ،لمبی مونچھیں رکھنا،بلاضرورت ان کی زبان بولنا،لباس میں ان کی نقل اتارنا،اور کھانے پینے میں ان کے طور وطریقے اختیار کرنا وغیرہ۔

(۲): اُن کے علاقوں میں اقامت اختیار کرنا

یعنی کفار کے علاقوں میں مستقل اِقامت اختیار کر لینا،اور مسلمانوں کے علاقوں میں سکونت پذیر ہونے سے گریز کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔حالانکہ محض اپنے دین کے تحفظ کی خاطر کفار کے علاقوں سے بچ نکلنا اور مسلمانوں کی سرزمین میں سکونت اختیار کرنا ایک شرعی مطلوب ہے ۔بلکہ اس عظیم الشان مقصد کے حصُول کے لئے ہجرت کرنا ہر مسلمان کا شرعی فریضہ ہے۔کیونکہ سرزمین کفر میں سکونت پذیر ہونا کفار سے محبت کی دلیل ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک مسلمان کا اگر وہ ہجرت پر قادر ہو۔کفار کے درمیان رہنا حرام قرار دیا ہے۔چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿انّ الذین توفّاهم الملائكة ظالمی انفسهم قالوا فیما كُنتم قالوا كُنّا مستضعفین فی الأرض قالوا ألم تكن أرض الله واسعة فتهاجروا فیها فاؤلٓئک ماواهم جهنم وسآءت مصیرا ، الّا المستضعفین من الرجال والنساء ولوالدان لا یستطیعون حیلة ولا یهتدون سبیلا فأ ولٓئک عسی الله أن یعفو عنهم وكان الله عفوًّا غفوراً﴾ [سورۃ النساء:۹۷:۹۸]

ترجمہ: جولوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو اُن سے پوچھتے ہیں۔کہ تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتوان تھے۔فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا۔کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے ۔اور وہ بری جگہ ہے۔ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں۔کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں۔اور نہ ہی رستہ جانتے ہیں قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف کردے۔اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور بخشنے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا۔کہ سرزمین کفر میں سکونت پذیر ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر قابل قبول نہیں ہے۔البتہ جولوگ کمزور ہیں اور ہجرت کی طاقت نہیں رکھتے۔انہیں کچھ چھوٹ حاصل ہے۔اسی طرح وہ لوگ بھی ناقابل گرفت ہیں۔جن کے سرزمین کفر میں رہنے میں کوئی دینی مصلحت ہو۔مثلاً ان علاقوں میں دعوت الی اللہ،اور اسلام کی نشر واشاعت کا کام (بلکہ یہ تو عظیم جہاد ہے)

(۳): محض تفریح کی خاطر کفار کے علاقوں کا سفر اختیار کرنا

کفار کے علاقوں کا سفر کرنا ناجائز ہے۔الاّ یہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو۔مثلاً علاج یا تجارت کی غرض سے یا ایسے مفید قسم کے مضامین کی تعلیم کی خاطر جن کا حصول اس سفر کے بغیر ممکن نہ ہو۔تو اِن حالات میں کفار کے علاقوں میں بقدر ضرورت سفر کر کے جانا جائز ہے۔اور جب ضرورت پوری

ہو جائے۔تو فوری طور پر اپنے علاقوں کی طرف رجوع واجب ہے۔

لیکن اس سفر کے جائز ہونے کے لئے ایک لازمی شرط یہ بھی ہے کہ سفر کرنے والے پر اپنے دینِ اسلام کا رنگ غالب ہو۔شر اور فساد کے مقامات سے دور اور نفور ہو۔دشمن کے مکروفریب سے چوکنا اور محتاط ہو۔اسی طرح کفار کے علاقوں کی طرف دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام کی خاطر سفر کرنا جائز بلکہ بعض حالات میں واجب ہے۔

(۴): مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرنا اور اُن کا دفاع کرنا

یہ بھی کفار سے محبت کی علامت ہے۔بلکہ یہ فعل قبیح تو انسان کو یکسر اسلام کی دولت سے ہی محروم کر دیتا ہے۔اور اسے مرتد بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ہم اس مرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(۵): کفار کی مدد چاہنا اور اُن پر اعتماد کرنا اور اُنہیں مسلمانوں کے خفیہ رازوں سے متعلق عہدوں پر فائز کرنا، اور انہیں اپنا ہمراز یا مشیر بنانا

یہ سب اُن کی محبت کی علامات ہیں۔اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پرغور کریں:

﴿یا ایّھاالّذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لایألونکم خبالاً ودّوا ما عنتم قد بدت البغضآء من افواھھم وماتخفی صدورھم اکبر قد بیّنا لکم الأیات ان کنتم تعقلون ، ھا أنتم أولاء تحبّونھُم ولا یُحبّونکم وتؤمنون بالکتاب کلّہ وإذا لقوکم قالوا اٰمنّا وإذا خلوا عضّوا علیکم الأنامل من الغیظ قُل موتوا بغیضکم إن اللہ علیم بذات الصّدور إن تمسسکم حسنة تسُئوھم وإن تصبکم سیّئة یفرحوا بھا﴾ [آل عمران:۱۱۸:۱۲۰]

ترجمہ:مومنو!کسی غیر ''مذہب کے آدمی'' کو اپنا راز دان نہ بنانا۔یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرتے۔اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔اُن کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔اور جو (کینے) اُن کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنادی ہیں۔دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو۔کہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں۔حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے۔اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔اور پھر جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے سبب اُنگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔اُن سے کہدو کہ (بدبختو) غصے میں مرجاؤ۔اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو اُن کو بُری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔

ان آیات کریمہ نے واضح کر دیا۔کہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے کس قدر کینہ اور بغض چھپا ہوا ہے!

وہ مسلمانوں کے خلاف مکروخیانت کی کیا کیا تدبیریں اور پالیسیاں مرتب کرتے رہتے ہیں! ہر حیلہ اور وسیلہ بروئے کار لاکر مسلمانوں کو

مبتلائے ضرر رکھنا ان کا پسندیدہ مشغلہ بن چکا ہے۔مکروفریب سے مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے بعدان کی مضرت وتذلیل کی منصوبہ بندی میں مصروف ہوجاتے ہیں۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔''میرے پاس ایک عیسائی کاتب ہے''تو امیر المومنین نے فرمایا:اللہ تمہیں برباد کرے ۔عیسائی کاتب رکھنے کی کیاسُوجھی کیاتم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا!

''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں''

تم نے کوئی مسلمان موحد کاتب کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا: امیر المومنین !اس کا دین اس کے لئے ہے۔ مجھے تو اپنی کتابت چاہیے۔

فرمایا کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل ورسوا کردیا ہے۔میں انہیں عزت وکرامت نہیں دے سکتا۔اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہم سے دُور کردیا ہے۔میں انہیں اپنے سے قریب نہیں کرسکتا۔

مسند احمد اور صحیح مسلم میں ہے:''رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لئے نکلے۔تو مشرک آدمی بھی ساتھ ہولیا۔اور حرہ مقام پر ملاقات کرتے ہوئے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں شرکت کی خواہش ظاہر کی۔آپ نے فرمایا: کیاتم اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول پرایمان رکھتے ہو؟اس نے کہا۔نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تم واپس لوٹ جاؤ۔ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیا کرتے۔

ان دلائل سے واضح ہوا۔کہ مسلمانوں کے امور سے متعلق کفار کوکسی منصب پر فائز کرنا حرام ہے۔کیونکہ وہ اس طرح مسلمانوں کے حالات اور خفیہ بھید بڑی آسانی سے حاصل کرلیں گے۔اور نتیجۃً ان کی ضرر رسانی کا سامان تیار کرنے کی سازشیں کرنے لگیں گے۔

آج کل کفار کو مسلمانوں کی سرزمین،حرمین شریفین کی سرزمین پر مزدور،کاریگر،ڈرائیور یا خدمتگار کے طور پر لایا جارہا ہے اور وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے علاقوں میں مخلوط زندگی بسر کررہے ہیں۔بلکہ گھروں میں مربی کی حیثیت سے رکھا جارہا ہے۔اور وہ مسلمانوں کی فیملیوں کے ساتھ مخلوط زندگی گزار رہے ہیں۔آج کل دور کی یہ روش حرمت اور انجام کار کی تباہی کے اعتبار سے سابقہ روش سے کوئی مختلف نہیں ہے۔

(۶): کفار کے ہاں مروجہ تاریخ کو اپنانا:

یعنی جو تاریخ بلاد کفار میں رائج ومستعمل ہے اُسے اختیار کرلینا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔پھر خاص طور پر ایسی تاریخ جو ان کے کسی مناسبت یا عید کی ترجمانی کررہی ہو:مثلاً عیسوی تاریخ۔عیسوی تاریخ:عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی یادگار کے طور پر ہے۔یہ تاریخ عیسائیوں نے خود اختراع کی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے اِس تاریخ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔لہٰذا اس تاریخ کا رواج واستعمال،ان کے اشعار اور عید کو زندہ کرنے میں ان کے ساتھ مشارکت کے مترادف ہے۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسلمانوں کے لئے تاریخ مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔تو کفار کی مروجہ تمام تاریخوں کوٹھکرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی تاریخ مقرر کردی۔اس سے ثابت ہوا۔کہ تاریخ کے تقرر اور اسی قسم کے دیگر

کفار کے خصائص میں اُن کی مخالفت کرنا ایک شرعی فریضہ ہے۔ واللہ المستعان!

(۷): کفار کے تہواروں میں شرکت:

کفار کے تہواروں میں شرکت کرنا، یا ان کے تہواروں کے انعقاد میں اُن کے ساتھ تعاون کرنا۔ یا اُن کے تہواروں کی مناسبت سے انہیں مبارکبادی کے پیغامات بھیجنا۔ یہ سب اُن سے دوستی اور محبت کے نشان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ [سورۃ الفرقان:۷۲]

أی من صفات عبادالرحمن أنهم لا یحضرون أعیاد الکفار .

جس کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ رحمٰن کے نیک بندے کفار کے تہواروں اور ان کی عیدوں میں حاضر نہیں ہوتے۔

(۸): کُفار کی مدح سرائی اور اُن کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتشہیر:

یعنی کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتوصیف اور اُن کے عقائد باطلہ اور دین فاسد سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ان کے اخلاق ومہارات سے خوش ہونا، یہ سب اُن کی محبت کی علامتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿**ولا تمدن عینیک إلیٰ ما متّعنا بهٖ أزواجاً منهم زهرة الحیٰوة الدنیا لنفتنهم فیه ورزق ربّک خیرًا وأبقی**﴾ [طہٰ]

اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرمند کیا ہے۔ تاکہ ان کی آزمائش کریں، ان پر نگاہ نہ کرنا۔ اور تمہارے پروردگار کی عطا فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ مُسلمان اپنی قوت اور استحکام اسباب ہی چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ اُن کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف صنعتوں کی تعلیم حاصل کریں۔ جائز اقتصادیات کو مستحکم کرنے والی راہیں اپنائیں۔ دورِ حاضر کے تقاضوں کے ہم آہنگ عسکری اور حربی اسالیب کی تعلیم حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ [الانفال:۶۰]

ترجمہ: جس قدر طاقت ہو تیراندازی (وغیرہ) سیکھ کر کفار کے مقابلے میں تیار رہو۔

کائنات کے یہ تمام وسائل ومنافع درحقیقت مُسلمانوں ہی کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿**قل من حرّم زینة اللہ الّتی أخرج لعبادهٖ والطّیّبات من الرّزق قل هی للّذین اٰمنوا فی الحیٰوة الدّنیا خالصة یوم القیامة**﴾ [الاعراف:۳۲]

ترجمہ: پوچھو تو کہ جو زینت وآرائش اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ اُن کو حرام کس نے کیا

ہے؟ کہدو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان لانے والوں کے لئے ہیں۔اور قیامت کے دن خالص انہی کا حصہ ہوں گی۔نیز فرمایا:

﴿**وسخّر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الأرض جمیعًا منه** ﴾ [سورۃ الجاثیہ:۱۳]

یعنی:اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کو اپنے حکم سے تمہارے واسطے ہی مسخر کیا ہے۔نیز فرمایا:

﴿**هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا**﴾ [البقرۃ:۲۹]

اوراللہ تعالیٰ وہ ذات ہے۔جس نے زمین میں جو کچھ ہے۔سب کا سب تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہے۔

تو پھر یہ ضروری ٹھہرا۔کہ مسلمان ان منفعتوں اور قوتوں کے حصول میں سب سے آگے ہوں۔اور کفار کو یہ چیزیں حاصل کرنے کا موقع فراہم نہ کریں۔یہ تمام کارخانے،فیکٹریاں مسلمانوں ہی کا حق اولین ہے۔

(۹): کفار کے نام رکھنا:

بعض مسلمان اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے نام اجنبی رکھتے ہیں۔اور اپنے آباؤاجداد کے نام،یا ایسے نام جواُن کے معاشرے میں معروف ہوتے ہیں۔چھوڑ دیتے ہیں۔حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''**خیر الاسمآء عبداللہ و عبدالرحمن** ''بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ناموں کی اس تبدیلی کے مرض عام ہونے کی وجہ سے باقاعدہ ایسی مسلمان نسلیں وجود میں آ گئیں۔جو مغربی ناموں کے حامل ہوں۔نتیجۃً سابقہ نسلوں سے رشتہ وناطہ توڑ بیٹھیں۔اور ایسے خاندانوں سے تعارف کا سلسلہ بھی مفقود ہوگیا۔جنہوں نے اپنے مخصوص اِسلامی ناموں کو اپنائے رکھا۔

(۱۰) کفار کے حق میں دعاء کرنا:

کفار کے حق میں مغفرت میں رحمت کی دعاء کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔اور فرمایا:

﴿**ما کان للنّبیّ والّذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا أولی قربیٰ من بعد ما تبیّن لهم أنهم أصحٰبُ الجحیم**﴾ [سورۃ التوبہ:۱۱۳]

ترجمہ:نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔کو لائق نہیں۔کہ جن پر ظاہر ہوگیا۔کہ مشرک اہل دوزخ ہیں۔تو ان کے لئے بخشش مانگیں۔خواہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اور اس دعا کی حرمت کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔اور وہ یہ کہ دعا کرنا ان سے محبت کی نشانی ہے۔نیز یہ ظاہر کرتی ہے کہ مشرکین بھی صحیح عقیدہ پر قائم ہیں۔

مومنین سے محبت کی علامات

بہت سے امور ہیں جو مسلمانوں سے محبت کی علامت قرار پاتے ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

(۱): سرزمین کفر کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں کی طرف منتقل ہونا:

ہجرت کا معنیٰ ہے: اپنے دین کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر کفار کی سرزمین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں میں منتقل ہو جانا۔ یہ ہجرت جس میں یہ عظیم الشان مقصد کارفرما ہے تا قیام قیامت باقی بھی ہے اور واجب بھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس شخص سے برأت اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جو مشرکین کے درمیان مقیم ہے۔

لہٰذا ایک مسلمان پر کفار کی سرزمین میں رہنا حرام ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ ہجرت کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ یا پھر اس کے سرزمین کفر میں رہنے کی کوئی دینی مصلحت ہو: مثلاً دعوت الیٰ اللہ یا تبلیغ دین وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إن الـذين توفاهم الملائكة ظالمی أنفسهم قالوا فيم كنتم قالوا كنا مستضعفين فی الأرض قالوا ألم تكن أرض الله واسعة فتهاجروا فيها فاؤلـئک مأواهم جهنّم وسآء ت مصيرًا ، إلا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلًا . فاؤلٓئک عسى الله أن يعفوا عنهم وكان الله عفوًا غفورًا﴾ [سورۃ النساء:۹۷-۹۹]

ترجمہ: جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں۔ تو ان سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا۔ کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بےبس ہیں۔ کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی رستہ جانتے ہیں۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

(۲): مسلمانوں کے ساتھ حسن تعاون:

مسلمانوں کی مدد، اور ان کی دینی ودنیاوی ضروریات میں جان ومال اور زبان کے ساتھ معاونت بھی محبت کی ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿والمومنون والمومنات بعضهم اولیآء بعض﴾ [سورۃ التوبہ:۷۱]

ترجمہ: اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کی دوست ہیں! اور فرمایا: ﴿وإن تنصروكم فی الدين فعليكم النصر إلا على قوم بينكم وبينهم ميثاق﴾ [سورۃ الانفال:۷۲]۔ ترجمہ: اور اگر وہ تم سے دین میں مدد طلب کریں۔ تو تم پر ان کی مدد کرنا واجب ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ

ایسی قوم کے برخلاف مدد طلب کریں جن کا تمہارے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔

(۳): مسلمانوں کی تکلیف پر غمزدہ ہونا اور ان کی خوشی پر خوش ہونا:

یہ بھی باہم محبت اور الفت کی ایک زبردست نشانی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مثل المسلمين في توادهم وتعاطفهم وتراحمهم كالجسد الواحد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالحمىٰ والسهر''

ترجمہ: باہمی الفت ومحبت اور دوستی وشفقت کے لحاظ سے مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ کہ جس کے ایک عضو کو کوئی تکلیف ہو۔ تو سارا جسم بخار زدہ اور بیدار رہ کر اس تکلیف کا اظہار کرتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی مانند ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے یہ مثال سمجھائی۔

(۴): جذبۂ خیر خواہی:

مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی، ان کے لئے ہر قسم کی بھلائی چاہنا۔ اور ہر قسم کی دھوکہ دہی اور مکر وفریب سے گریز بھی ان کے ساتھ محبت کی علامت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا يؤمن احدكم حتىٰ يحب لأخيه ما يحب لنفسه'' [الحدیث]

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک اپنے بھائی کے لئے ہر وہ چیز پسند نہ کرنے لگے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

نیز فرمایا: **''ألمسلم أخوا المسلم لا يحقره ولا يخذله ولا يسلمه بحسب أمرى من الشرّ أن يحقر أخاه المسلم . كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه''** [الحدیث]

ترجمہ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اسے حقیر سمجھتا ہے اور نہ ذلیل کرتا ہے۔ اور نہ ہی اسے تکلیفوں کا نشانہ بننے کیلئے چھوڑتا ہے۔ آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: **''لا تباغضوا ولا تدابروا ولا تناجشوا ولا بيع بعضكم علىٰ بيع بعض. وكونوا عبادالله إخوانًا''** آپس میں بغض نہ کرو۔ باہمی دشمنی نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے بگاڑنے کی کوشش نہ کرو۔ اور ایک دوسرے کے سودے پر اپنا سودہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

(۵): عزت واحترام کی فضاء:

مسلم معاشرے میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کا احترام اورعزت وتوقیر بجالانا نیز تذلیل وتوہین اورعیب جوئی سے گریز کرنا باہمی محبت کی واضح دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یاأیھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرًا منھم ولا نساء من نسآءٍ عسیٰ أن یکن خیرًا منھن ولا تلمزوا أنفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الإسم الفسوق بعد الإیمان ومن لم یتب فاؤلٰئک ھم الظالمون ، یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسّسوا ولا یغتب بعضکم بعضًا أیحب وأحدکم أن یأ کل لحم أخیه میتًا فکرھتموہ واتقوا اللہ انّ اللہ تواب رحیم ﴾ [سورۃ الحجرات:۱۱-۱۲]

ترجمہ:مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں۔اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ۔اور نہ ہی ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے۔اور جو توبہ نہ کریں۔وہ ظالم ہیں۔اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو۔کہ بعض گمان گناہ ہیں۔اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو۔اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا۔کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔اس سے تم ضرور نفرت کروگے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(۶): ہر حال میں وفاداری:

مسلمانوں سے محبت اور دوستی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر حال میں ان کے ساتھ رہے خواہ تنگی ہو یا آسانی سختی ہو یا نرمی ،صرف آسانی اور نرمی کی حالت میں ساتھ دینا اور سختی اور تکلیف کی حالت میں ساتھ چھوڑ دینا تو منافقین کا شیوہ ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الّذین یتربّصون بکم فان کان لکم فتح من اللہ قالوا ألم نکن معکم وإن کان للکافرین نصیب قالوا ألم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین ﴾ [سورۃ النساء:۱۴۱]

ترجمہ: جوتم کو دیکھتے رہتے ہیں۔اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔اور اگر کافروں کو فتح نصیب ہو۔تو ان سے کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے۔اور تم کو مسلمانوں (ہاتھوں سے بچایا نہیں) تو اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔اور اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔

(۷): زیارتوں اور ملاقاتوں کا تسلسل:

مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ زیارت کرتے رہنا، ملاقات کی محبت رکھنا اور مل جل کر بیٹھنے کا شوق رکھنا، باہمی محبت کی دلیل ہے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’وجبت محبتی للمتزاورین فیّ وفی حدیث اٰخر (انّ رجلا زار أخًا له فی اللہ فأرصد اللہ علیٰ مدرجته ملکًا .فسأله أین ترید؟ قال أزور أخًا لی فی اللہ. قال ھل لک علیه من نعمة تربھا علیه قال لا : غیر

إني أحببته في الله ، قال (فإني رسول اليک بأن الله قد أحبک كما أحببته فيه'' [حدیث قدسی]

ترجمہ:محض میری رضا کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہے۔ایک اور حدیث میں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''ایک آدمی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لئے نکلا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھادیا۔جو اس کا انتظار کررہا تھا (جب وہ شخص وہاں پہنچا) تو فرشتے نے سوال کیا۔کہاں جانا چاہتے ہو؟

اس نے کہا اللہ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی کو ملنے جارہا ہوں۔فرشتے نے کہا۔کیا تمہارا اس پر کوئی احسان ہے؟ جس کا بہتر بدلہ وصول کرنے جارہے ہو۔اس نے جواب دیا نہیں۔میں صرف اس سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔تو اس فرشتے نے کہا۔میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نمائندہ ہوں۔اور یہ بتانے آیا ہوں۔کہ جس طرح تم نے اپنے اس بھائی سے اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر محبت کی۔اس طرح اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگا ہے۔

(۸): باہمی حقوق کا احترام:

حقوق کا احترام بھی محبت میں اضافہ کا موجب ہے۔چنانچہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید پر اپنی خرید نہیں لگاتا۔اور نہ اس کی بولی پر بولی لگاتا ہے۔نہ ہی اس کی منگنی پر اپنی منگنی کا پیغام بھیجتا ہے۔الغرض جس مباح کام پر جو سبقت لے جائے۔دوسرا اس کے آڑے نہیں آتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:خبردار! کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے۔نہ اس کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام بھجوائے۔ایک اور روایت میں ہے۔اور نہ اس کی لگائی ہوئی قیمت پر اپنی قیمت لگائے۔

(۹): کمزوروں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ:

یہ مشفقانہ حسن سلوک بھی باہمی محبت کی علامت ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''لیس منّا من لم يوقر كبيرنا ويرحم صغيرنا'' جو ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا۔اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا۔وہ ہم میں سے نہیں۔ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''هل تنصرون وترزقون الّا بضعفآئكم'' ''تمہیں صرف تمہارے کمزور لوگوں کی بدولت رزق بھی دیا جاتا ہے اور مدد بھی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿واصبر نفسک مع الّذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تعد عيناک عنهم تريد زينة الحيوٰة الدنيا﴾ [سورۃ الکہف:۲۸]

ترجمہ:اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں۔اور ان کے ساتھ صبر کرتے رہو۔اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں۔کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔

(۱۰): دعائے خیر:

ایک مسلمان کا دوسرے تمام مسلمانوں کے لئے دعاء کرنا اوراستغفار چاہنا بھی باہمی محبت کی دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات﴾ [سورۃ محمد:۱۹]

ترجمہ:بعض اپنے گناہوں اورتمام مومن مردوں اورعورتوں کے لئے مغفرت طلب کر۔اوراللہ تعالیٰ نے ایک مقام پرمومنین کی اس دعا کا ذکر فرمایاہے: ﴿ربّنا اغفرلنا ولاخواننا الّذین سبقونا بالایمان﴾یعنی اے ہمارے رب!ہمیں بخش دے۔اورہمارے ان تمام بھائیوں کوبخش دے۔جوبحالت ایمان ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

تنبیہ: (قرآن حکیم کی ایک آیت سے کچھ لوگوں کوایک غلط فہمی ہوسکتی ہے جس کا ازالہ ضروری ہے)وہ آیت یہ ہے:

﴿لا ینھاکم اللہ عن الّذین لم یقاتلوکم فی الدّین ولم یخرجوکم من دیارکم أن تبروھم وتقسطوا إلیھم إن اللہ لا یحب المقسطین﴾ [سورۃ الممتحنۃ:۸]

ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی۔اورنہ تم کوتمہارے گھروں سے نکالا۔ان کے ساتھ بھلائی اورانصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تم کومنع نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ توانصاف کرنے والوں کودوست رکھتاہے۔

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے غلط فہمی کی بناء پرکچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں۔کہ یہاں بعض کفار سے دوستی اورمحبت قائم کرنے حکم ملتاہے۔
حالانکہ یہ مفہوم غلط ہے۔اس آیت کامعنیٰ یہ ہے کفار میں سے جوشخص مسلمانوں کواذیت پہنچانے سے بازآجائے چنانچہ نہ توان سے جنگ کرے اورنہ ہی انہیں ان کے گھروں سے نکالے تومسلمان اس کے مقابلہ میں عدل واحسان کے ساتھ دنیوی معاملات میں مکافات عمل حسن سلوک کامظاہرہ کریں۔نہ کہ ان سے دلی محبت اورردوستی کارشتہ استوارکریں۔

توگویایہاں حکم نیکی اوراحسان کاہے۔نہ کہ دوستی اورمحبت کا۔اس کی ایک اورمثال:اللہ تعالیٰ کا کافروالدین کے بارے میں یہ فرمان ہے:

﴿وإن جاھدک علیٰ أن تشرک بی ما لیس لک بہٖ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدّنیا معروفًا واتبع سبیل من أناب إلیّ﴾ [سورۃ لقمان:۱۵]

ترجمہ: اوراگروہ تیرے درپے ہوں۔کہ تومیرے ساتھ کسی ایسی چیزکوشریک کرے۔جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں،توان کا کہنا نہ ماننا۔ہاں!دنیا کے(کاموں)میں ان کااچھی طرح ساتھ دینااورجوشخص میری طرف رجوع لائے۔اس کے رستے پرچلنا۔

اسماءرضی اللہ عنہا کی والدہ جوکہ کافرتھی۔ان کے پاس آئیں۔اوران سے ماں ہونے کے ناطے صلہ طلب کیا۔اسماءرضی اللہ عنہا نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایاہے:

﴿لا تجد قومًا يؤمنون بالله واليوم الأخر يؤادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اٰباؤهم أو أبنآء هم﴾ [سورۃ المجادلہ ۲۲]

ترجمہ: ایسے لوگ تمہیں نہیں ملیں گے جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ دنیاوی مکافات اور صلۂ رحمی دوسری شیٔ ہے۔ اور قلبی محبت اور دوستی بالکل دوسری شیٔ ہے۔ بلکہ اس صلہ رحمی اور حسن معاملہ میں کفار کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا پہلو رکھا گیا ہے۔ اور یہ چیز دعوت دین کے طرق میں سے ہے۔ جب کہ محبت اور دوستی تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ کافر اپنے کفر پر صحیح ہے۔ اور ہم اس سے راضی ہیں۔ کیونکہ ایسا شخص اس کافر اسلام کی دعوت نہیں دے پاتا۔

یہاں یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہیے۔ کہ کفار سے دوستی اور محبت کے حرام ہونے کا یہ معنیٰ نہیں ہے۔ کہ ان کے ساتھ دنیوی معاملات کرنا بھی حرام ہیں، نہیں۔ دنیوی معاملات کئے جاسکتے ہیں مثلاً جائز قسم کی تجارت کرنا۔ ان سے سامان اور مفید قسم کی مصنوعات منگوانا۔ اور ان کی ایجادات اور تجربات سے فائدہ اٹھانا وغیرہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار راستے کی راہ نمائی کے لئے ابن اریقط اللیثی نامی کافر کو اجرت پر لیا تھا۔ اس کے علاوہ بعض یہودیوں سے قرضہ لینا بھی ثابت ہے۔

مسلمان ہمیشہ کفار سے مختلف مصنوعات، اور سامان منگواتے رہے ہیں۔ یہ ایک چیز کا قیمت کے بدلے خریدنا ہے۔ اس میں ان کا ہم پر کوئی احسان نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے محبت اور دوستی اور کافروں سے بغض وعداوت کو واجب قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ان الّذين اٰمنوا وهاجروا وجاهدوا باموالهم وأنفسهم فى سبيل الله والّذين اٰووا ونصروا اولٓئک بعضهم اولیآء بعض﴾ [الانفال: ۷۲]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے۔ اور وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے وہ اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی۔ اور ان کی مدد کی۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿والّذين كفروا بعضهم اولیآء بعض الّا تفعلوه تكن فتنة فى الارض وفساد كبير﴾ [سورۃ الانفال: ۷۳]

ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہیں۔ وہ بھی ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو مومنو! اگر تم یہ کام نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا۔

اس آیت کریمہ کے تحت حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔ کہ اگر تم مشرکین سے دور ہو کر نہیں رہو گے۔ اور مومنین سے محبت نہیں کرو گے۔ تو لوگوں کے درمیان فتنہ واقع ہو جائے گا۔ اور وہ اس طرح کہ مسلمانوں کا کافروں کے ساتھ اختلاط اور التباس لازم آئے گا۔ جس سے لوگوں کے درمیان بہت لمبا چوڑا فساد برپا ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں: کہ ہمارے اس زمانے میں یہ سب کچھ ظاہر ہو چکا ہے۔ (واللہ المستعان)

دوستی یا دشمنی کے حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کے اقسام

دوستی یا دشمنی کے حق دار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں:

(۱): وہ لوگ جو خالص محبت اور دوستی کئے جانے کے مستحق ہیں۔ایسی محبت اور دوستی کہ جس میں عداوت یا نفرت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

(۲): وہ لوگ جو بغض،عداوت اور نفرت کئے جانے کے مستحق ہیں۔ایسی عداوت ونفرت جس میں دوستی یا محبت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

(۳): وہ لوگ جو بعض وجوہات کے اعتبار سے محبت کئے جانے اور بعض وجوہات کے اعتبار سے نفرت وعداوت کئے جانے کے مستحق ہیں

(۱): خالص محبت کئے جانے کے مستحق افراد:

وہ لوگ جن سے خالص محبت کرنا واجب ہے۔ایسی محبت جس میں عداوت یا نفرت کا شائبہ تک نہ ہو۔وہ خالص مؤمنین کی جماعت ہے۔جن میں سرفہرست انبیاء کرام کی جماعت ہے۔پھر صدیقین پھر شہداء اور صالحین ہیں۔پھر انبیاء کرام میں سب سے مقدم وسرفہرست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرنا واجب ہے،جو اپنے نفس،اولاد،ماں باپ اور تمام لوگوں کی محبت پر حاوی اور غالب اور سب سے بڑھ کر ہو۔پھر آپ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین اور دیگر اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت ہے۔صحابہ کرام میں بطور خاص خلفائے راشدین،بقیہ عشرہ مبشرہ مہاجرین اور انصار،بدری صحابہ،بیعت رضوان میں شریک صحابہ اور پھر بقیہ تمام صحابہ کرام ہیں۔جو خالص محبت کے مستحق ہیں۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

پھر تابعین کرام مثلاً آئمہ اربعہ وغیرہ کی محبت قابل ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’والّذین جآء وا من بعدھم یقولون ربّنا اغفرلنا ولإخواننا الّذین سبقونا بالإیمان ولا تجعل فی قلوبنا غلّاً للّذین

ومن لم یکن عندهٔ طمع من مطامع الدنیا عادواه ولو کان ولیًا للہ ولرسوله عند أدنی سبب وضایقوه واحتقروه‘‘

ترجمہ:اوران کیلئے بھی جوان مہاجرین کے بعد آئے (اور) دعاء کرتے ہیں۔کہ اے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔گناہ معاف فرما۔اورمومنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے‘‘اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفقت کرنے والامہربان ہے۔جس کے دل میں ایمان ہوگا۔وہ کبھی صحابہ کرام یا سلف صالحین سے بغض وعداوت نہیں رکھے گا۔اس مقدس جماعت سے بغض قائم کرنا کج روی،منافقین اوراسلام دشمن افراد کا شیوہ ہے۔مثلاً روافض (شیعہ) اورخوارج وغیرہ۔ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(۲): صرف بغض وعداوت رکھے جانے کے اہل افراد:

یہ کفار،مشرکین،منافقین،مرتدین،اورملحدین کی جماعت ہے،جن کی اجناس مختلف ہیں (لیکن قدر مشترک یہ ہے کہ یہ تمام لوگ عقیدۂ خالصہ ،عقیدہ توحید کے منکر ہیں)۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿**لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الأخر یؤادون من حاد اللہ ورسوله ولو کانوا اٰباؤهم أو أبنآء هم**﴾[سورۃ المجادلہ۲۲]

ترجمہ:ایسے لوگ تمہیں نہیں ملیں گے جواللہ تعالیٰ اور روز آخرت پرایمان رکھتے ہوں۔اوراللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کے دشمنوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

دوسرے مقام پراللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿**تری کثیرا من یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لهم أنفسهم أن سخط اللہ علیهم وفی العذاب هم خالدون ولو کانوا یؤ منون باللہ والنبی وما انزل الیه ما اتخذوهم أ ولیاء ولکن کثیرا منهم فاسقون**﴾[سورۃ المائدہ:۷۹-۸۰]

ترجمہ:تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔انہوں نے جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے برا ہے، (وہ یہ) کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناخوش ہوا۔اوروہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔اوراگروہ اللہ تعالیٰ پراور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پراور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے۔توان لوگوں کو دوست نہ بناتے۔لیکن ان میں اکثر بدکردار ہیں۔

(۳): وہ افراد جو محبت اورعداوت دونوں کے مستحق ہیں:

اس سے مراد وہ مومن ہیں کہ جن میں باوجوہ کچھ نافرمانیاں پائی جاتی ہیں (لیکن عقیدہ صحیح ہے) یہ لوگ اپنے حسن عقیدہ اوردولت ایمان کی وجہ سے محبت کئے جانے کے قابل ہیں۔لیکن بعض نافرمانیوں کے مرتکب ہونے کی بناء پر ناراضگی کے مستحق ہیں۔شرط یہ ہے کہ ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی حدکو نہ پہنچی ہو۔(کیونکہ اگران کی نافرمانی کفر یا شرک کی حدود تک پہنچ گئی۔تو پھر یہ لوگ بھی دعویٰ ایمانی کے باوجود مکمل نفرت اوربغض کے مستحق ہیں) ایسے لوگوں کے ساتھ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ خیرخواہی کی جائے۔اورجن نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا انکار کیا جائے۔ان لوگوں

کی نافرمانیوں پر خاموش رہنا جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عظیم جذبہ خیر خواہی کا بھرپور برتاؤ ضروری ہے۔

اور اگر ان کی معصیت ایسی ہو جو شرعی حد کو واجب کرتی ہے تو پھر اس حد یا تعزیز کا نفاذ تا آنکہ اپنی معصیت سے باز آ کر توبہ نہ کر لیں بھی خیر خواہی ہے۔ایسے لوگوں سے مکمل بغض، ناراضگی اور نفرت روا نہیں ہے جیسا کہ خوارج کا شیوہ ہے۔نہ ہی مکمل دوستی اور محبت روا ہے جیسا کہ مرجئہ کا شیوہ ہے۔

بلکہ ان کی بابت اعتدال کا دامن تھامے رہنا چاہیے۔چنانچہ حسن عقیدہ کی بناء پر ناراضگی ونفرت کا اظہار کیا جائے۔اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔شرعی ہدایت یہ ہے کہ کسی سے محبت ہو تو اللہ کی رضاء کی خاطر اور عداوت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر۔یہ عقیدہ ایمان کی مضبوط ترین کڑی ہے۔بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے۔کہ قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے دنیا میں محبت کی۔

"**المرء مع من احبّ فی الدنیا**" لیکن آج کل حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں۔عمومی طور پر لوگوں کی دوستیاں اور دشمنیاں دنیا کی بنیاد پر قائم ہو چکی ہیں۔جس سے کوئی دنیوی لالچ یا طمع یا مفاد ہو۔اس سے دوستی اور محبت کے رشتے قائم کر لئے جاتے ہیں۔خواہ وہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اس کے دین کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔اور اس جس سے کوئی دنیوی لالچ نہ ہو اس سے عداوت اور ترک تعلق کی روش اپنا لیتے ہیں۔اور محض چھوٹے سے مفاد کی خاطر حقارت اور تنگی معیشت کی صلیب پر لٹکانے کی کی کوشش کرتے ہیں۔خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دوست ہی کیوں نہ ہو؟

ابن جریرؒ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:"**من أحب فی اللہ وأبغض فی اللہ وولی فی اللہ وعادی فی اللہ فانما تنال ولایۃ اللہ بذلک وقد صارت عامۃ مؤاخاۃ الناس علی أمر الدنیا وذلک لایجدی علی أھلہ شیئًا**"(رواہ ابن جریر)

یعنی: جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کی۔اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے نفرت کی، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دوستی اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے دشمنی کی، تو وہ اپنے اس شاندار کردار سے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور قرب حاصل کر لے گا۔لیکن افسوس آج لوگوں کی دوستی اور اخوت دنیوی مفادات پر قائم ہے، جو بالکل بے ثمرہ اور بے اثر سی روش ہے۔

"**وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان اللہ قال : من عاقد لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب**" [الحدیث رواہ البخاری]

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی دوست سے عداوت قائم کی، میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔اس جنگ کا سب سے زیادہ خطرہ مول لینے والا وہ شخص ہے جو صحابہ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم سے بغض وعداوت رکھے۔ان کی شان میں گستاخانہ رویہ اپنائے۔اور ان کی تنقیص شان کی سعی لاحاصل میں مصروف رہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔انہیں اپنی تنقید کا نشانہ نہ بناؤ۔جس نے انہیں کوئی تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے دکھ

دیا،اور جس نے مجھے دکھی کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے عنقریب صفحہ ہستی سے مت اڈا لے گا۔ [ترمذی شریف]

افسوس کہ بعض گمراہ فرقوں کا مذہب اور عقیدہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عداوت پر قائم ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی اس کے غضب اور دردناک عذاب سے پناہ چاہتے ہیں۔اور عفووعافیت کے سائل وخواستگار ہیں۔

وصلی اللہ علیہ وسلم وبارک علیٰ نبینا محمد واٰلہٖ وصحبہٖ وسلم

الحمدللہ الذی بنعمته وبعزته تتم الصالحات

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان